JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.02

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

TITLE OF THE PAPER

اُردو ادب کے فروغ میں ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کا کردار

AUTHOR(S)

* **Dr. Zia ul Mustafa**
Assistant Professor, Head of Urdu Department
Govt. College, Bhal, District Bhakkar

CONTACT

* ziarashid786786@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: December 05, 2024
Accepted on: December 28, 2024
Published on: December 31, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 02, Page No: 187-198
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

* ڈاکٹر ضیاء المصطفیٰ

اُردو وادب کے فروغ میں ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کا کردار

Character of Idara Saqafat-e-Islamia in the promotion of Urdu Literature

ABSTRACT

Institute of Islamic Culture, Lahore came into existence in 1950. The publications of this institution include books on academic, literary, cultural, religious, political and scientific topics. Along with this, books on history, research, criticism, poetry, prose, and every field of literature were published. The institute's publications have a distinct identity due to their unique subject matter, argumentative mode and excellent style, which have cultivated Urdu language and literature from many angles and marked many possibilities in the future.

KEYWORDS

Culture, Publications, History, Research, Literature

اُردو وادب کے فروغ میں جہاں، ادباء، شعراء اور نثار نے انفرادی سطح پر کردار ادا کیا ہے۔ وہاں اُردو ادب کی ترویج و اشاعت میں مختلف اداروں کے کردار کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اِن اداروں میں انجمن ترقی اُردو کراچی، مجلس ترقی ادب،لاہور اور ادارۂ فروغِ قومی زبان، اسلام آباد قابل ذکر ہیں۔

مذکورہ اداروں کی طرح ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور بھی ایک ایسا ادارہ ہے جس نے اُردو ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اِس ادارے کی مطبوعات میں علمی، تہذیبی اور ادبی موضوعات پر کتب شامل ہیں۔اِس کے علاوہ اِس ادارے نے دیگر شعبوں مثلاً مذہب، صحافت، قرآن و حدیث، فقہ، سیاست، معیشت اور سائنس کے حوالے سے بھی کتب شائع کی ہیں۔ غرض یہ کہ اِس ادارہ کے زیرِ اہتمام نہایت مفید اور کار آمد کتابیں سامنے آئی ہیں۔ادارہ مذکورہ نے اُردو ادب کی مختلف جہتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اِس کے فروغ میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

بلاشبہ اُردو ادب میں علامہ محمد اِقبال کی شخصیت کئی حوالوں سے مسلم ہے۔ اُنھوں نے اُردو زبان وادب کو ایک نیا رنگ و روپ بخشا، اس کو مزید وسعت اور گہرائی عطا کی۔ اب تک اقبالیات کے شعبے میں اتنا کام ہو چکا ہے کہ مزید گنجائش نظر نہیں آتی۔ اِس ضمن میں ادارہ ثقافت اسلامیہ نے اِقبال شناسی کے حوالے سے جن مطبوعات کو قارئین ادب کے سامنے پیش کیا ہے وہ اقبال کے فکر و فن پر ایک عمدہ اضافہ ہے اور فکر اقبال کی تفہیم میں نہایت ممد و معاون ہیں۔

اِقبالیات کے حوالے سے ذخیرہ کتب میں 'اقبال شناسی' علامہ اِقبال کے فلسفہ اور فکر کو سمجھنے کے لیے نہایت عمدہ کاوش ہے، جسے ڈاکٹر منظور احمد نے تصنیف کیا۔ کتاب میں شامل چھ مضامین یا تو مختلف اوّقات میں پڑھے گئے یا شائع ہوئے۔ مصنف کے نزدیک 'تدریخ فلسفہ لکھنے والوں نے عموماً اِس غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ اُنھوں نے مختلف حکماء کی فکر کو اُس کے سماجی پس منظر سے علیحدہ کر کے مجرد طور پر بیان کیا ہے۔(1) لیکن اِس کتاب میں افکارِ اقبال کو معاشرتی اور سماجی تناظر میں رکھ کر واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مضامین کا یہ مجموعہ اقبال کے معروف نظریات کی تشریح و توضیح میں خاصا ممد و معاون ہے۔

اِس موضوع پر دوسری کتاب 'جدید تحریکات اور اِقبال' ڈاکٹر خالد اِقبال یاسر کی ہے۔ گیارہ ابواب پر مشتمل یہ کتاب موضوع کے اعتبار سے مختلف الجہات، وسیع اور متنوع ہے۔ مصنف کے خیال میں 'علامہ اقبال کی شاعری اور افکار کا تجزیہ عام طور پر بہت سے مفکرین اور شعراء کے افکار سے تقابل کے ذریعے کیا جاتا ہے لیکن یہاں آپ کا واسطہ انھی شخصیات سے پڑے گا، جو کسی ادبی تحریک یا رجحان کا محور و مرکز رہی ہیں۔(2) اِس کتاب میں شخصیات سے زیادہ تحریکات کو جگہ دی گئی ہے اور تحریکات بھی وہ جنھوں نے اِقبال سے ذرا پہلے یا اِقبال کے زمانے میں نشو و نما پائی اور جنھیں اِقبال نے متاثر کیا یا اِقبال جن سے متاثر ہوئے۔

جسٹس ایس اے رحمان کا مقالہ 'اقبال اور سوشلزم' اقبال شناسی کی ایک اہم کڑی ہے۔ مقالے میں سوشلزم کے حوالے سے علامہ اِقبال کے خیالات پر روشنی ڈالنے کے لیے علامہ کے شعری مجموعوں تک نظر محدود نہیں رکھی گئی بلکہ اقبال جیسی پہلودار شخصیت کے نقطہ نظر کے تعین کے لیے اُن کے کلام اور اُن کی نثری تحریرات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے اور اِس کلی تناظر میں ہی اُن کے صحیح موقف کی دریافت کی کوشش کی گئی۔ مصنف کہتے ہیں کہ 'اقبال عدم مداخلت کی مدعی سرمایہ داری کو لگی لپٹی رکھے بغیر مردود قرار دیتے ہیں۔"(3)

'اقبال: انسانی تقدیر اور وقت' پروفیسر عالم خوندمیری کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ جس میں نو(۹) مضامین ہیں۔ اِس

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E): 1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

مجموعہ میں سر سیّد سے اقبال تک کے ذہنی سفر کو منزل بہ منزل بیان کیا گیا ہے۔انسانی تقدیر اور وقت کے حوالے سے اقبال کے نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر فکرِ اقبال کی روشنی میں شخصیت اور خودی پر بحث کی گئی ہے۔اقبال کے تصورِ زماں پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے نیز آج کے دَور کی مسلم دُنیا کے فکری بحران کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔

'اقبال اور ٹیگور' محمد اکرام چغتائی کا مقالہ ہے۔اِس میں علامہ اقبال اور رابندر ناتھ ٹیگور کی فکر کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ دونوں برصغیر کی قدآور شخصیات ہیں۔عموماً اکثر لوگ اِن تخلیقی شخصیات کو تنگ نظری، طبقاتی اور قومیاتی اُصولوں کے پیمانے سے جانچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اِس مقالے میں اُن کے بدلے میں ایک حقیقی تصور نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس میں کسی طرح کی قومی، سیاسی اور مذہبی تعصبات کی رنگ آمیزی نہیں۔ مصنف نے واضح کیا ہے کہ ٹیگور ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کی اُس نسل سے تعلق رکھتے تھے، جنھوں نے اُنیسویں صدی کے اختتام سے پیش تر گوئٹے کو اِس برصغیر میں متعارف کرانے کی پہلے پہل کوشش کی۔اِقبال بھی اپنے پیشروؤں کی ادبیاتی روایت سے متاثر ہوئے اور اُن کو اپنی اوائل عمری میں ہی گوئٹے سے واقفیت حاصل ہوئی۔(4)

اِقبال وہ عظیم مفکر اور شاعر ہے جس کا کلام دُنیا کی بیشتر زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ فکرِ اقبال سے شناسائی حاصل کر سکیں۔چنانچہ اُن کی مثنوی 'پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق' کو اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔یہ ترجمہ ڈاکٹر سعادت سعید اور پروفیسر ڈاکٹر ریاض کی کاوش ہے۔اُردو کے غیر فارسی دان حضرات کے لیے تفہیمِ اقبال کے حوالے سے یہ ترجمہ نہایت مفید ہے۔آغا شوکت علی کے خیال میں 'پس چہ باید کرد اور ارمغانِ حجاز میں موجود خیالات کو اِقبال کے زندگی بھر کے خیالات کا نچوڑ سمجھا جا سکتا ہے۔"(5)

'پیامِ مشرق-چند تصریحات' محمد اکرام چغتائی کا مختصر مقالہ ہے۔جس میں 'پیامِ مشرق' کی تصنیف کے مختلف مراحل اور اوّقات کا ذکر کیا گیا ہے۔مختلف اصحاب کے نام اقبال کے مراسلات کا حوالہ دیتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ اُنھوں نے 'پیامِ مشرق' چار سالوں میں مکمل کی اور وہ اِس دوران اِس کی ترتیب اور مندرجات میں مسلسل رد و بدل کرتے رہے۔مصنف واضح کرتے ہیں کہ کتاب کے اوّل تاآخر مطالعے کے بعد یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اِقبال نے گوئٹے کی تصنیف دیوانِ مغرب سے براہِ راست کچھ بھی اخذ نہیں کیا۔(6)'پیامِ مشرق' کے بدلے میں جن ضروری باتوں کی تفصیل اِس مقالے میں پیش کی گئی ہے وہ اَدب کے قاری اور اقبالیات کے طالب علم کے لیے ایک نئی دریافت ہے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

غالب اُردو زبان وادب کے اُفق پر ایک درخشندہ ستارہ ہے۔اُردو ادب کے نمائندہ شاعر کا تذکرہ یقیناً اُردو زبان وادب کے فروغ میں نہایت اہم ہے۔اِس کے ساتھ ساتھ اُردو زبان وادب کے ارتقاء کے مطالعے کے لیے غالب جیسی ہمہ گیر فکری وفنی شخصیات کا ذکر ضروری ہے۔ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے غالب کے حوالے سے بھی مختلف کتب شائع کی ہیں۔

’غالب پر سوانحی ادب:ایک تنقیدی جائزہ‘ڈاکٹر محمد یزید گوندل کا پی ایچ۔ڈی۔کا مقالہ ہے۔جس میں حیاتِ غالب میں واقعاتی حسن وقبح کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اِس کے ساتھ ساتھ حیاتِ غالب کی از سرِ نو تشکیل کے لیے مستند لوازمہ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔یہ مقالہ حیاتِ غالب کی گمشدہ کڑیوں کو ملانے کے لیے عمدہ کوشش ہے۔

’حکیم فرزانہ‘ڈاکٹر شیخ محمد اکرام کی کتاب ہے۔جس میں مرزا اسداللہ خاں غالب کی نظم ونثر، شخصیت اور فلسفہ پر تفصیلاً تبصرہ کیا گیا ہے، جو غالب شناسی میں ایک اہم پیش رفت ہے۔یہاں مرزا غالب کی حکمت وفرزانگی کو صرف اُن کے فلسفہ کے ضمن میں ہی نہیں بلکہ اُن کی شاعری، نثر اور شخصیت کے دوسرے پہلوئوں کو بیان کرتے ہوئے بھی نمایاں کیا گیا ہے۔

ذخیرۂ غالبیات میں ایک اور اضافہ اسی ادارہ سے شائع شدہ کتاب ’حیاتِ غالب‘ ہے۔یہ کتاب بھی ڈاکٹر شیخ محمد اکرام کی ہے۔جس میں غالب کے تفصیلی حالاتِ زندگی اور شخصیت کی نشوونما پر روشنی ڈالی گئی ہے۔مصنف کا خیال ہے کہ ’غالب کا مطالعہ فقط اِس لیے دلچسپ نہیں کہ اُنھوں نے شگفتہ دلفریب نثر اور دلگداز، آبدار شعر لکھے بلکہ وہ ہمارے اَدب میں قدیم اور جدید کے درمیان ایک سنگم کی حیثیت رکھتے ہیں۔‘‘(7)یہ کتاب حیاتِ غالب کے حوالے سے ایک مستند اضافہ ہے۔جس میں غالب کی پوری زندگی کا احاطہ کیا گیا ہے۔

سر سیّد احمد خان اپنی شستہ اور رواں نثر کے حوالے سے اُردو زبان وادب میں نمایاں قد کاٹھ رکھتے ہیں۔اُن کی کاوش بنیادی طور پر اصلاحی تھی مگر اِس کے باوجود اُس میں ایک ادبی چاشنی بھی ہے۔اُن کی تحریرات سے اُردو زبان وادب کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ادارہ ثقافت اسلامیہ نے سر سیّد کے حوالے سے بھی کتابیں شائع کی ہیں۔

’’سر سیّد اور اصلاحِ معاشرہ‘شاہد حسین رزاقی کی کتاب ہے۔جس میں اُن تمام عوامل پر روشنی ڈالی گئی جو مسلمانوں کی جدید تعلیم کے حصول میں رکاوٹ تھے۔اِس ضمن میں سر سیّد کی کاوشوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔سر سیّد کے بیان کردہ تہذیب وترقی کے محرکات پر روشنی ڈالتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ کسی قوم کو مہذب بنانے کے لیے کن چیزوں

کی ضرورت ہوتی ہے۔ معاشرے کی تہذیب و ترقی میں کن اُصولوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

''سرسیّد اور حالی کا نظریہ فطرت'' ڈاکٹر ظفر حسن کا پی ایچ۔ڈی۔ کا مقالہ ہے۔ جس میں سرسیّد کی پوری فکر کو کھنگالا گیا ہے کہ انھیں کیوں مغربی اندازِ فکر اختیار کرنے میں فلاح نظر آتی تھی؟ یونان سے بیسویں صدی تک کے فلسفہ و فکر کو مربوط انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ واضح کیا گیا ہے کہ مغربی فکر میں نیچر کے کیا معانی و مطالب رہے ہیں۔ مصنف کا خیال ہے کہ سرسیّد پہلے مسلمان تھے جنھوں نے مغربی افکار کو مسلمانوں سے قبول کروانے کی خاطر مہم چلائی۔''(8) مصنف کے نزدیک سرسیّد مغرب سے متاثر تھے اور حالی سرسیّد سے۔

نسیم عباس احمر کی کتاب 'سرسیّد شناسی کے چند اہم زاویے' میں سرسیّد شناسی کی روایت کے مختلف رجحانات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مابعد سرسید شناسوں کے تنقیدی کام کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اُن کے خصائص، لغزشوں اور انفرادیت کو واضح کیا گیا ہے نیز سرسیّد کے موافقین اور مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ کن کن حوالوں سے سرسیّد کے مداح یا مخالف تھے؟

ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے اُردو ادب کی دیگر شخصیات پر بھی مختلف اوّقات میں مختلف مقالہ جات اور کتابیں شائع کی ہیں۔ جن میں مولانا حالی، علامہ شبلی نعمانی، مولانا دومی، عبدالماجد دریا بادی اور منٹو وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا الطاف حسین حالی جہاں ایک عظیم شاعر اور مایہ ناز نثر نگار ہیں وہاں وہ اُردو کے اوّلین تنقید نگار بھی ہیں۔ اُن کی شخصیت فکر اور فن پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ نے پروفیسر حمید احمد خان کی مرتب کردہ 'ارمغانِ حالی' کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ جس میں حالی کی نظم اور نثر پر بحث کرتے ہوئے اُس کے برمحل انتخاب کی تشریح و توضیح بھی کی گئی ہے۔ مصنف کے نزدیک 'کہیں یہ گمان نہیں گزرتا کہ حالی نے اپنی تعریف کے لیے اصلیت پر رنگ آمیزی کی ہے۔(9) یہ کتاب مولانا حالی کی فنی، فکری اور تخیلی کاوش کا آئینہ ہے۔

'مسدسِ حالی' کو پروفیسر محمد حنیف شاہد نے مرتب کیا، جس میں حالی کی فکری شاعری اور مسدسِ حالی کے بارے میں چار مضامین بھی شامل کیے گئے ہیں۔ مضمون نگار محمد ذکاءاللہ کا خیال ہے کہ 'اُنھوں نے پرانی ایشیائی شاعری کا طریقہ چھوڑا اور فرنگستانی شاعری کا مسلک اختیار کیا۔(10) مسدسِ حالی کا یہ ایڈیشن اوّلین اور قدیم ترین نسخوں کو کام میں لا کر تیار کیا گیا ہے۔ اِس لحاظ سے یہ زیادہ مستند اور صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت وقیع بھی ہے۔

علامہ شبلی نعمانی جیسی ہمہ جہت شخصیت بھی اُردو زبان و ادب میں اپنا منفرد مقام رکھتی ہے، جو بیک وقت اعلیٰ درجے

کے مصنف، معلم، مورخ اور شاعر تھے۔ادارہ نے اُن کے حوالے سے 'یادگارِ شبلی' کی اشاعت کو ممکن بنایا، جو شیخ محمد اکرام کی علمی و تحقیقی کاوش ہے۔یہ کتاب اِس ہمہ جہت ہستی کی زندگی کے کارناموں اور تصانیف کے طویل اور غائر مطالعے کا ماحصل ہے۔اِس سے شبلی شناسی کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔مصنف کہتے ہیں کہ 'اِس کتاب اور سیّد سلیمان صاحب کی 'حیاتِ شبلی' میں بعض بنیادی اختلافات ہیں۔"(11)

تشبیہات کسی بھی زبان وادب کی فصاحت وبلاغت میں اپنا کردار رکھتی ہیں۔'تشبیہاتِ رومی' خلیفہ عبدالحکیم کی تحریر کردہ کتاب ہے۔رومی سے شناسائی اُردو دانوں کے لیے اِس لیے بھی ضروری ہے کہ اِقبال کی فکر میں فکرِ رومی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔مولانا جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی میں جو تشبیہات اور امثال پیش کیں، اِس کتاب میں اُن کی شرح نہایت دلکش انداز میں کی گئی ہے۔بشیر احمد ڈار 'تشبیہاتِ رومی' کے مصنف خلیفہ عبدالحکیم کے بارے میں لکھتے ہیں :

> "تشبیہاتِ رومی لکھ کر اُنھوں نے نہ صرف رومی کی شخصیت کی عظمت اور اُس کے افکار کی گہرائی سے لوگوں کو روشناس کرانے کی کوشش کی ہے بلکہ اِس طرح گویا اُنھوں نے علامہ اِقبال کے ہی تجویز کردہ لائحہ عمل کو آسان اور دلچسپ زبان میں پیش کر کے ہمارے لیے اِس 'مردِ خبیر' کی صحبت تک پہنچنا ممکن بنا دیا ہے۔"(12)

'عبدالماجد دریابادی: احوال وآثار' ڈاکٹر تحسین فراقی کا پی ایچ۔ڈی۔کا مقالہ ہے۔بلاشبہ مولانا عبدالماجد دریابادی کی خدمات اُردو زبان وادب کے لیے ناقابل فراموش ہیں۔مذکورہ مقالہ میں اُن کی شخصیت اور جن موضوعات پر اُنھوں نے قلم اُٹھایا مثلاً ادب، فلسفہ، نفسیات، انتقاد، سوانح، سیرت، تفسیر، ترجمہ وغیرہ جیسے موضوعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔مصنف کہتے ہیں کہ 'میں نے اِس کی تدوین و ترتیب کے لیے نہ صرف پاکستان میں قابل حصول لوازمے سے استفادہ کیا بلکہ ہندوستان کی بیش تر لائبریریوں کو بھی کھنگالا ہے۔"(13) ڈاکٹر تحسین فراقی کی یہ کاوش قابلِ ستائش اور اُردو کی ترقی کے لیے قابلِ قدر ہے۔جنھوں نے ایسے شخص کے حالاتِ زندگی اور فکر وفن پر بحث کی جس نے کئی زاویوں سے گلشن زبان وادب کی آبیاری کی۔

بیدلؔ وہ عظیم فلسفی شاعر ہے کہ جس کو غالبؔ اور اقبالؔ نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔علامہ اقبال کہتے ہیں کہ برگساں سے فلسفی کے افکار بھی بیدلؔ کے کلام میں ہیں۔'بیدل۔' کے عنوان سے کتاب خواجہ عباد اللہ اختر کی علمی و

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

تحقیقی کاوش ہے۔یہ کتاب ابوالمعانی مرزاعبدالقادر بیدل-کی منتخباتِ نظم و نثر کی اُردو شرح ہے۔جس میں فنی و فکری حوالوں سے تخلیقاتِ بیدل-کو سامنے رکھتے ہوئے بیدل کی ہمہ گیر شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

'قلزمِ فیض اور میرزا بیدل' شوکت محمود کی مرتب کردہ کتاب ہے۔جس میں بیدل کی سوانح و شخصیت اور فکروفن کے ساتھ ساتھ غالب اور اِقبال کے ساتھ بیدل کا تقابل بھی پیش کیا گیا ہے۔یہ مختلف مصنّفین کے گیارہ مضامین کا مجموعہ ہے۔

سعادت حسن منٹو ایک عظیم افسانہ نگار ہے۔جس نے اُردو زبان وادب کے دامن کو اپنی حقیقت پسندانہ تحریروں کی رنگارنگی سے بھر دیا۔'منٹو اور ہم' منٹو کی مختلف فکری جہات پر روشنی ڈالنے والے مضامین کا مجموعہ ہے، جسے الطاف احمد قریشی نے مرتب کیا۔اِس میں وہ مقالات ہیں جو منٹو کے صد سالہ یومِ ولادت کے حوالے سے اکادمی ادبیات پاکستان کے ایک سیمینار میں پیش کیے گئے تھے۔ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی کے نزدیک :

> "منٹو ایسی سماجی تبدیلی کے خلاف ہے کہ جس میں یہ ظاہر کیا جائے کہ مذہب خطرے میں ہے۔مذہب جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ہمیشہ ایک جیسا ہی رہے گا۔" (14)

مختلف علمی وادبی شخصیات کے ساتھ ساتھ ادارہ ثقافت اسلامیہ،لاہور نے ادب کے مختلف پہلوؤں اور دیگر موضوعات کو بھی قارئینِ ادب کے سامنے پیش کیا ہے۔جس میں اُردو ادب کی ارتقائی، نئی جہات، ہماری کارکردگی اور مستقبل میں اِمکانات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

'ادب اور زمانہ' ڈاکٹر خالد اِقبال یاسر کی تصنیف ہے۔جس میں ادب اور عالمی سیاسی حالات اور مسلم دُنیا کا عروج و زوال اور ادب کے تعلق پر بحث کی گئی ہے۔مصنف کے خیال میں 'شاعر اور ادیب کو مخصوص نظریہ سامنے رکھے بغیر انسانی فلاح کی آرزو رکھنا ہے۔" (15) اِس کے علاوہ لسانیات اور اُردو زبان، مسائل اور اِمکانات جیسے موضوعات پر بھی بات کی گئی ہے۔

جیلانی کامران کی تصنیف 'ہمارا ادبی و فکری سفر' میں ہمارے ادب نے اپنے طویل ذہنی اور فکری سفر کے دوران جن بلندیوں کی نشاندہی کی ہے اور زندگی کے جن راستوں کو نمایاں کیا ہے، اُن کا ذکر کیا گیا ہے۔اِس کے ساتھ ساتھ انسان، نئے علوم اور دُنیا کے باہمی تعلق کا بھی مطالعہ کیا گیا ہے۔یہ مضامین مطالعے کی وسعت، دلچسپیوں کا تنوع اور غور و فکر کی گہرائی کا احساس دِلاتے ہیں۔

'اُردو ناول میں تصوف کی روایت' ڈاکٹر رضا احمد کا پی ایچ۔ڈی کا مقالہ ہے۔ جس میں تصوف کی تاریخ، متصوفانہ افکار، تصوف کی اصطلاحات اور اُردو ناول میں تصوف کے آہنگ جیسے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ ''تصوف محض ایک محسوساتی حالت ہی نہیں بلکہ اِس کے متوازی ایک فلسفہ حیات اور طرزِ زندگی بھی ہے۔''(16)

''اُردو نثر کی ارتقاء میں علماء کا حصہ' ڈاکٹر محمد ایوب قادری کی تصنیف ہے۔اِس کتاب میں شمالی ہند کے علماء کرام اور صوفیاءعظام کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔جنھوں نے اُردو نثر میں کتابیں لکھیں نیز اُن کی ان کاوشوں کے محرکات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔اِس کے علاوہ جن بزرگوں نے کسی زبان سے اُردو میں ترجمہ کیا، اُن کی خدمات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق اور تاریخ کے میدان میں یہ کتاب ایک ایسی دستاویز ہے جو اِس عہد پر اعلیٰ تحقیق کی بنیاد بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

'نوائے سروش' شیمم افنزا شیمم جالندھری کی ملی اور رزمیہ نظموں کا مجموعہ ہے۔یہ نظمیں جہاں تحریک پاکستان کے زمانے کی یاد دلاتی ہیں، وہاں نئی نسل میں جذبہ حب الوطنی بھی پیدا کرتی ہیں۔ مصنف کہتے ہیں 'شاعروں نے ہمیشہ ہی نظمیں لکھیں، ترانے لکھے، گیت لکھے مگر ملی ترانے ہمیشہ نشانِ راہ بن کر بڑے بڑے کام کرتے رہے۔''(17) ملی نظموں کا یہ مجموعہ اُردو زبان وادب میں ایک حسین اضافہ ہے۔

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ ادب جغرافیائی حالات، عمرانی عوامل اور تہذیب و ثقافت سے گہرا اثر لیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مختلف علاقوں اور خطوں کے تخلیقی ادب میں واضح فرق محسوس کیا جاسکتا ہے۔ہر علاقے کی تہذیب وتمدن مختلف ہونے کے سبب وہاں کا ادب بھی مختلف ہوتا ہے۔زبان کی نشوونما اور ادب کی ارتقاء کے مطالعے کے لیے ضروری ہے کہ اُس خاص خطے یا علاقے کی تہذیب وثقافت سے بھی شناسائی حاصل کی جائے، جو اُس علاقے میں تخلیق ہونے والے ادب کو متاثر کرتی ہے۔ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور نے زبان وادب کا وسیع تناظر میں مطالعہ کرنے کے لیے وہاں کی تہذیب وثقافت پر بھی کتب شائع کی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اُردو زبان جو کہ اسلامی تہذیب اور برصغیر سے گہرا تعلق رکھتی ہے، اِس کے فروغ اور ارتقاء کو درجہ بدرجہ بیان کرنے کے لیے ثقافت، اسلامی ثقافت، برصغیر کی ثقافت اور پاکستانی ثقافت پر بہت سی قابل قدر، مفید اور مستند کتابیں شائع کی ہیں۔

مجموعہ مضامین 'ثقافت کیا ہے؟' میں تہذیب وثقافت کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔جس میں خلیفہ عبدالحکیم اور احمد ندیم قاسمی کے مضامین شامل ہیں۔لفظ ثقافت پر نہایت مدلل بحث کی گئی ہے۔خلیفہ عبدالحکیم کہتے ہیں کہ 'اسلامی ثقافت

کہیے یا مسلمانوں کی ثقافت اِس میں ابدا ًگونا گونی پیدا ہوتی رہے گی۔ ثقافت کا کوئی ایک نقشہ ہمیشہ کے لیے قائم نہیں رہ سکتا۔(18) یہاں کسی تہذیب کے اجزائے ترکیبی اور ارتقائی مراحل کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

اُردو زبان پر اسلامی ثقافت کے گہرے نقوش ہیں۔ اسلامی ثقافت کے مطالعے کے لیے 'اسلامی ثقافت کے سنگ میل' راجہ ف م ماجد کا ترجمہ و تلخیص نہایت کار آمد ہے، جو کہ ڈاکٹر عبد الکریم عثمان کی معروف عربی کتاب 'معالم الثقافتہ الا سلامیہ' کا اُردو ترجمہ ہے۔ اِس میں دیگر تہذیبوں کے اسلامی تہذیب پر اثرات کا مطالعہ کیا گیا ہے نیز اسلامی ثقافت کے منابع و مآخذ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ اسلام کو عصرِ حاضر میں درپیش چیلنجز کی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے مصنف کہتے ہیں کہ ''اسلام جس معاشرے کو تعمیر کرنا چاہتا ہے وہ اپنی ابتداء اور غرض و غایت کے لحاظ سے فکری اور اخلاقی ہے۔''(19)

'اسلامی اور مغربی تہذیب کی کشمکش (فکر اقبال کے تناظر میں)' ڈاکٹر محمد آصف کا پی ایچ۔ڈی۔ کا مقالہ ہے۔ جس میں تہذیب کی ماہیئت، آفاقی تہذیب اور تہذیب کے عناصر ترکیبی پر بحث کی گئی ہے نیز یہاں تہذیبوں کے اختلاف بالخصوص اسلامی اور مغربی تہذیبوں کے بُعد کو واضح کیا گیا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ دُنیائے اسلام، برصغیر اور پنجاب کی تہذیبی صورتِ حال اور کشمکش کے تناظر میں اقبال کے تہذیبی تشخص کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

''اسلامی روایت' انتظار حسین کا ترجمہ ہے۔ جس میں اسلام کے حوالے سے دو گروہوں (قدامت پرست اور جدیدیت پرست) کے خیالات میں خلیج کو واضح کیا گیا ہے اِس کے ساتھ ساتھ وحی کا تاریخی پس منظر واضح کرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور قرآن کی نوعیت کو واضح کیا گیا ہے۔ تصوف اور طریقت پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ مختلف ثقافتوں کا جائزہ لیتے ہوئے موجودہ عالم اسلام پر نظر ڈالی گئی ہے۔ مصنف کے خیال میں یہ (مذاہب) فنون کا کوئی مکمل ضابطہ پیش نہیں کرتے نہ کسی مذہب کے ابتدائی دور میں کسی فن کا عروج نظر آئے گا۔''(20)

یہاں تک اسلامی ثقافت اِس کے اجزائے ترکیبی، انفرادیت، خدوخال اور اِس کی عالمگیریت کو واضح کر دیا گیا ہے۔ اب برصغیر میں اسلامی ثقافت کی ابتدائی، ترقی اور رواج کو واضح کرنے کے لیے اِس سے متعلقہ موضوعات کی کتابیں شائع کی گئی ہیں۔ جن سے برصغیر میں مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

'مسلمان ثقافت ہندوستان میں' عبد المجید سالک کی تصنیف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ 'مسلمانوں کی حکومت کے متعلق یہ

واضح طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ اُن کے بادشاہ، اُن کے امراء، جاگیردار، صوبے دار اور ملک کی دوسری حکومتوں کے رئیس اور کارکن سب کے سب عوام کی شخصی اور اجتماعی ضروریات کی کفالت میں مصروف رہتے تھے۔(21)اِس کتاب میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی ایک ہزار سالہ تاریخ رقم ہے اور ہندوستان کی قدیم تہذیب پر اِس کی چھاپ کی نشاندہی بھی نہایت مفید تحقیقی سعی ہے۔

'برصغیر میں اسلامی کلچر' ڈاکٹر جمیل احمد جالبی کا اُردو ترجمہ ہے، جو اُنھوں نے پروفیسر عزیز احمد کی انگریزی کتاب سے کیا۔اِس میں مسلم ہندوستان کا اسلامی دُنیا سے تعلق واضح کیا گیا ہے۔اِس کے ساتھ ساتھ مسلم ہندوستان اور ہندوستان کے باہمی تعلق پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔اِس موضوع پر یہ علمی کام اُردو زبان وادب میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے جس سے تمدنی فکر کو ایک نیا اسلوب بیان حاصل ہوا ہے۔اِس کا طرزِ کلام بین الاقوامی طرزِ گفتگو سے ہم آہنگ ہو گیا ہے۔

'آبِ کوثر' شیخ محمد اکرام کی کاوش ہے۔ شیخ محمد اکرام نے اسلامی ہندو پاکستان کی مذہبی اور علمی تاریخ مرتب کرنے کا جو پروگرام 'سلسلہ کوثر' ترتیب دیا،آبِ کوثر اِس سلسلے کی پہلی کڑی ہے۔جس میں عہد مغلیہ سے پہلے کی تاریخ کا احاطہ کیا گیا ہے۔یہ کتاب جہاں ہندوستان کی مذہبی اور علمی تاریخ میں ایک نئے باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہاں ہندوستان کے سیاسی تاریخی حقائق کے ضمن میں بھی ایک مفید اور مستند اضافہ ہے۔

سلسلہ کوثر کی دوسری کڑی 'رودِ کوثر' ہے، جس میں عہد مغلیہ کی شخصیتوں اور تحریکوں کا بیان ہے۔ عہد مغلیہ جو برصغیر کی عظیم الشان اسلامی حکومت کا دورِ بے مثال ہے۔اِس کی مذہبی اور علمی تاریخ مسلم نظامِ حکومت کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم ہے۔اِس ضرورت کے پیشِ نظر یہ کتاب مغل شہنشاہوں کے عہد کے سیاسی، تہذیبی، علمی اور مذہبی پہلوؤں کی نقاب کشائی کرتی ہے۔

'موجِ کوثر' سلسلہ کوثر کی آخری کڑی ہے، جس میں اُنیسویں صدی کے آغاز سے قیامِ پاکستان تک کی اہم مذہبی اور قومی تحریکوں اور رہنمائوں کا ذکر ہے۔ قدیم و جدید کی کشمکش جو ابتداء سے آج تک برابر چلی آرہی ہے۔اِس کے محرکات، عناصر اور اثرات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔اِقبال کے بارے میں مصنف کا خیال ہے کہ 'اقبال مذہب اسلام سے بھی پوری طرح آگاہ ہے اور مغربی فلسفے کی بھی کوئی خوبی یا خامی اس کی نظر سے چھپی نہیں لیکن نہ تو مذہب اسلام کا مطالعہ کرتے وقت اُس نے تقلید سلف کی پٹی آنکھوں پر باندھی ہے اور نہ ہی مغرب اور فلسفہ مغرب کی برقی روشنی سے چندھیا گیا

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 2, Dec 2024

ہے۔"(22)

برصغیر میں ثقافت کی بات کر کے پاکستانی ثقافت کو بھی مختلف موضوعات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ادارہ ثقافت اسلامیہ نے ایسی کتب شائع کی ہیں جن سے پاکستانی تہذیب وثقافت اور رسم ورواج پر روشنی پڑتی ہے۔

'پاکستان کا ثقافتی ورثہ' افتخار احمد شیروانی کا ترجمہ ہے، جو اُنھوں نے شیخ محمد اکرام کی انگریزی کتاب "The Cultural Heritage of Pakistan" سے ترجمہ کی۔اِس کتاب میں پاکستان کے ثقافتی ورثے کے مختلف پہلوئوں پر ملکی وغیر ملکی دانشوروں کے مقالے شامل ہیں۔شیخ محمد اکرام کے خیال میں 'جن لوگوں نے مسلم ہندوستان کی ثقافتی اور فنی زندگی کو عروج دِیا تھا،اُن کی اولاد اب پاکستان میں ہے۔لہٰذا پاکستان کا ثقافتی ورثہ اس حصہ تک محدود نہیں کیا جاسکتا جو پاکستان کی جغرافیائی حدود میں واقع ہے۔"(23)

"پاکستان مسلمانوں کے رسوم ورواج' شاہد حسین رزاقی کی تصنیف ہے۔اِس میں پاکستان کے مختلف علاقوں کے رسوم ورواج کو بیان کیا گیا ہے، جو مختلف مواقعوں پر عام لوگوں میں مقبول ہیں۔مصنف کہتے ہیں کہ "تمام اہم علاقوں کی ایسی رسموں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو کسی خاص علاقے تک محدود نہیں بلکہ کافی وسیع علاقوں میں رائج ہیں۔"(24)اِس کتاب میں نہ صرف رسومات کو بیان کیا گیا ہے بلکہ معیوب اور مضر رسومات کی نشاندہی کرتے ہوئے ان سے پرہیز کرنے کی بھی ترغیب دِی گئی ہے۔

ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے اُردو زبان وادب کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔جس میں تاریخ، تحقیق، تنقید، شاعری نثر نیز یہ کہ ہر شعبہ ادب کو جگہ دی گئی ہے۔ادب کے مختلف گوشوں پر مختلف جہتوں سے روشنی ڈالتے ہوئے اُن کی جملہ خصوصیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ادارہ کی مطبوعات اپنے منفرد موضوع، طرزِاستدلال اور عمدہ اسلوب کے سبب الگ شناخت رکھتی ہیں۔جن سے اُردو زبان وادب کی کئی زاویوں سے آبیاری ہوئی اور مستقبل میں بہت سے امکانات کی نشاندھی ہوئی۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ منظور احمد، ڈاکٹر،اِقبال شناسی،(لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2013)، ص 9
2۔ خالد اِقبال یاسر، ڈاکٹر، جدید تحریکات اقبال،(لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015)، ص 11
3۔ جسٹس ایس اے رحمن،اِقبال اور سوشلزم،(لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2014)، ص 5

4. محمد اکرام چغتائی، اقبال اور ٹیگور، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015)، ص 9
5. شوکت علی آغا، حرفِ اوّل مشمولہ: پھر کیا کرنا چاہیے اے اقوامِ مشرق، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015)، ص 6
6. محمد اکرام چغتائی، پیامِ مشرق- چند تصریحات، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015)، ص 1
7. شیخ محمد اکرام، حیاتِ غالب، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2009)، ص 7
8. ظفر حسین، ڈاکٹر، سر سیّد اور حالی کا نظریہ فطرت، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2014)، ص 110
9. حمید احمد خاں، پروفیسر، ارمغانِ حالی، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2010)، ص 1
10. محمد ذکاءاللہ، مسدسِ حالی پر ایک تبصرہ، مشمولہ: مسدسِ حالی، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015)، ص 50
11. ایس ایم اکرام، یادگارِ شبلی، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015)، ص 6
12. بشیر احمد ڈار، پیش لفظ، تشبیہاتِ رومی، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015)، ص 6
13. تحسین فراقی، ڈاکٹر، عبدالماجد دریابادی- احوال و آثار، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2006)، ص 7
14. خالد محمود سنجرانی، ڈاکٹر، پاکستان میں سماجی تبدیلیاں اور منٹو کے افسانے، مشمولہ: منٹو اور ہم، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2012)، ص 19
15. خالد اقبال یاسر، ڈاکٹر، ادب اور زمانہ، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2014)، ص 44
16. رضا احمد، ڈاکٹر، اُردو ناول میں تصوف کی روایت، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2014)، ص 44
17. شمیم افزاء شمیم، نوائے سروش، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1992)، ص 9
18. خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر، ثقافت، مشمولہ: ثقافت کیا ہے؟ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2012)، ص 9
19. راجہ ف م ماجد، اسلامی ثقافت کے سنگ میل، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2012)، ص 4
20. انتظار حسین، اسلامی روایت، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1996)، ص 323
21. عبدالمجید سالک، مسلم ثقافت ہندوستان میں، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2011)، ص 560
22. شیخ محمد اکرام، موجِ کوثر، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015)، ص 175
23. شیخ محمد اکرام، دیباچہ، پاکستان کا ثقافتی ورثہ، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2001)، ص 14
24. شاہد حسین رزاقی، پاکستانی مسلمانوں کے رسوم و رواج، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2010)، ص 4